



حکمران سے خیر خواہی آخر کیسے؟



حکمران کی خیر خواہی آخر کیسے؟

الحمد للہ والصلوٰہ والسلام علی رسول اللہ اما بعد !

حکومت ، سلطہ اور جاہ جلال ایسی چیزیں ہیں جو ہر کسی کا اپنی مرضی کرنے کو جی چاہتا ہے تبھی تو وہ کئی گنا ہو کر بالکل معمولی سمجھتے ہوئے کر گزرتا ہے ، جہاں اسے نظر آ رہا ہوتا ہے وہ اتنے کروڑوں عوام میں سے ہے ، میں جو بھی کرنا چاہتا ہوں وہ ہو گا تو ایسے میں اللہ کی یاد اس کا ہے ، خوف اور بھی کم ہو جاتی ہے ، اسی لئے تو

رسول اللہ ﷺ نے حکمرانوں کی کوتاہیاں اور برائی اچھالنے کی بجائے انہیں نصیحت کرنے کا حکم دیا ﷺ ائیں اسی کے پیش نظر کچھ مثالیں ملاحظہ کیجیے :

تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

((الدين النصيحة، قلنا: لمن يا رسول الله؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم))

(مسند احمد 3/403، 404 ومستدرک حاکم: 290/3)

“دین خیرخواہی ہے۔۔۔۔۔م نے پوچھا: کس سے؟ آپ نے فرمایا: اللہ سے، اس کی کتاب سے، اس کے رسول سے، مسلمانوں کے اماموں سے اور عام مسلمانوں سے۔۔۔

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا :

((نَضَّرَ اللَّهُ لِإِمْرَأٍ سَمِعَ مَقَالَتي فَوَعَّاهَا وَدَفَّظَهَا وَبَدَّلَهَا غَهَا، فَرُبُّهُ حَامِلٌ فِيقَهُ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثٌ لَا يَغْلُ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِهٖ، وَمِنَاصِحَةُ أئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلِزُومِ جَمَاعَتِهِمْ؛ فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ))

(فتح الباری 13/71، 72)

اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری بات کو سنے اور توجہ سے سنے، اسے محفوظ رکھے اور دوسروں تک پہنچائے، کیوں کہ بات سے علم کی سمجھ رکھنے والے علم کو اس تک پہنچادیتے ہیں جو ان سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ایک مسلمان کا دل دھوکے نہیے کھاسکتا، (۱) عمل خالص اللہ کے لیے (۲) مسلمانوں کے ائمہ کے ساتھ خیر خواہی (۳) اور مسلمانوں کی جماعت سے جڑ کر رہنا، کیوں کہ دعوت ان کا چاروں طرف سے احاطہ کرتی ہے۔۔۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بات کے سننے اور اس کو اپنے دل و دماغ میں بٹھانے، یاد کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے والے کے حق میں خوشی، چہرے کی تروتازگی

اور اس کے حسن و جمال کی دعا فرمائی ہے جو ایمان کے آثار اور باطن کے اس سے روشن ہونے نیز دل کے مسرت و شادمانی سے ممکنار اور لذت یاب ہونے کے سبب چہرے کو عطا ہوتی ہے، چنانچہ جو ان چاروں مراتب کو انجام دے گا وہ نبی کی ظاہر و باطن کے حسن و جمال پر مشتمل دعا سے فیضیاب ہو گا۔

(مفتاح دارالسعادۃ لابن قیم 1/276.274، بتحقیق علی بن حسن بن عبدالحمید)

امام ابن قیم رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

نبی کے فرمان: اور مسلمانوں کے آئمہ و امراء کی خیر خواہی۔۔۔۔۔

یہ چیز بھی خیانت اور دھوکے دہی کے منافی ہے کیونکہ خیر خواہی اور خیانت دونوں اکٹھا نہیں ہو سکتے بلکہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، چنانچہ جو شخص آئمہ و امراء اور امامت (رعایا) کی خیر خواہی کرے گا وہ خیانت سے بری ہو گا۔

(مفتاح دارالسعادۃ لابن قیم: 1/275 تا 278)

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے امام و امراء کی خیر خواہی کے معنی ہیں ان کی درستی، نیکی اور عدل و انصاف سے محبت کرنا نیز ان کے ہاتھوں پر امت کے اتفاق سے محبت اور ان پر امت کے اختلاف و افتراق کو ناپسند کرنا، اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کو نیکی سمجھنا ان کے خلاف بغاوت کے جواز کا عقیدہ رکھنے والے سے بغض رکھنا اور اللہ کی اطاعت میں ان کے غلبے و سربلندی کو پسند کرنا۔

(جامع العلوم والحکم: 1/222)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے آئمہ و امراء کی خیر خواہی کے معنی

یہ حق پر ان کی مدد کرنا، اطاعت کرنا، انہیں حق کی نصیحت کرنا، نرمی و ملائمت سے انہیں تنبیہ کرنا، ان سے اختلاف کرنے اور لڑنے جھگڑنے سے احتراز کرنا اور ان کے لئے توفیق کی دعا کرنا نیز غیروہ کو اس پر ابھارنا۔

(مرجع سابق 1/223 نیز مسلمانوں کے امراء کی اطاعت کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے: فتاویٰ ابن تیمیہ 28/391، 390، ومنہاج السنہ النبویہ 3/390)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمانوں کے امراء کی اطاعت اور انکی خیر خواہی کا حکم دیا ہے وہ انسان پر بعینہ اسی طرح واجب ہے جس طرح پانچ وقت کی نمازیں، زکا، روزہ، حج بیت اللہ اور ان کے علاوہ دیگر وہ اعمال واجب ہیں جن کی بجا آوری کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اگرچہ اس نے اس کا معاہدہ نہ کیا ہو اور اس کے لیے پختہ خلاص نہ اٹھائی ہو، اور اگر وہ اس پر قسم کھالے تو یہ چیز امراء کی اطاعت اور ان کی خیر خواہی کے سلسلہ میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی مزید تاکید و تثبیت ہوگی، چنانچہ ان کی باتوں کی قسم کھانے والوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ قسم شدہ امر کی خلاف ورزی کریں۔۔۔ کیوں کہ اللہ عزوجل نے حکمرانوں اور امراء کی اطاعت اور خیر خواہی کو واجب قرار دیا ہے، وہ یوں بھی واجب ہے خواہ وہ قسم نہ بھی کھائے، تو اب جبکہ اس نے قسم کھالی ہے ان کی اطاعت اس پر بدرجہ اولیٰ واجب ہوگی، اسی طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جوان کی نافرمانی اور خیانت سے منع فرمایا ہے وہ اس پر حرام ہے خواہ اس نے قسم نہ بھی کھائی ہو۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ 9، 10/35)

اور آئمہ و امراء کو نصیحت ان کے اور ناصح کے مابین نرمی و ملائمت، حکمت و دوراندیشی، عمدہ

نصیحت اور مناسب اسلوب میں خفیہ طور پر ہوگی۔

شیخ علامہ عبدالرحمان بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رسول خدا ﷺ کی خیر خواہی کا مسئلہ: تو مسلمانوں کے آئمہ سے مراد سلطان اعظم سے لیکر امیر و قاضی تک ان کے امراء اور ذمہ داران ہیں، چونکہ ان لوگوں کے فرائض اور ذمہ داریاں دوسرے لوگوں سے بڑھ کر ہیں، اس لئے ان کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے انہیں نصیحت کرنا واجب ہے، اس بات کے پیش نظر ان کی امامت کا اعتقاد رکھا جائے، ان کی ولایت (حکمرانی) کا اعتراف کیا جائے، معروف میں ان کی اطاعت کی جائے، ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے، رعایا کو ان کی اطاعت اور ان کے حکم کی تعمیل پر ابھارا جائے، بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف نہ ہو، اپنی استطاعت بھر انہیں نصیحت اور اپنی رعایا کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں جو چیزیں ان سے مخفی ہو ان کی وضاحت کی جائے۔ ہر شخص اپنے اعتبار سے۔ ان کی اصلاح و درستی اور توفیق کیلئے دعا کی جائے کیونکہ ان کی بہتری میں رعایا کی بہتری ہے، انہیں برا بھلا کہنے، ان کی عیب جوئی اور انکی خامیوں اور برائیوں کو عام کرنے سے باز رہنا چاہئے، کیونکہ اس میں برائی، نقصان اور بہت بڑا فساد ہے، چنانچہ ان کی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ان چیزوں سے بچا جائے اور دوسروں کو تنبیہ کی جائے، اور جو شخص ان کی جانب سے کوئی ناپائیدار چیز دیکھے اسے چاہئے کہ انہیں علانیہ نہ کہ بلکہ خفیہ طور پر نرمی اور ایسے اسلوب میں تنبیہ کرے جو ہر محل ہو اور مقصود حاصل ہو جائے، کیونکہ ہر شخص بالخصوص امراء اور حکام کے حق میں یہی چیز مطلوب ہے، کیونکہ انہیں اس طرح تنبیہ کرنے میں بڑی خیر ہے، اور یہ سچائی اور اخلاص کی علامت ہے، اور اس (مذکورہ طریقہ پر) نصیحت کرنے والے! دیکھنا لوگوں کی مدح سرائی آپ کی نصیحت کو ضائع و برباد نہ کر دے، اس لئے کہ آپ لوگوں کو کہتے پھریں گے کہ میں نے انہیں نصیحت کی ہے اور ایسا

ایسا کہہ سکتے ہیں، کیونکہ یہ ریا کاری اور ضعف اخلاص کی علامت ہے، اور اس کے دیگر نقصانات بھی ہیں جو معروف ہیں۔

(الریاض الناضرہ والحدائق النیرہ الزاہرہ، ص 38 تا 49)